سوال

(102) نومولود کے کان میں اذان اور اقامت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جب مسلمانوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

راقم الحروف کے علم کی حد تک اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں اس سلسلہ میں جو تین روایات پیش کی جاتی ہیں وہ قابل استناد نہیں ایک روایت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

"رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمة بالصلاة"

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں اذان کہی جب انہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا۔"

(ترمذی، ابواب الاضاحی (1514) ابوداؤد (5105) مسند احمد 6/9،39،392 شعب الایمان (8617،8618) مستدرک حاکم 3/179 بیہقی 9/305)

اس روایت کی سند میں عاصم بن عبیداللہ اصل راوی ہے جس کے ضعف پر تقریبا تمام محدثین متفق ہیں۔ حافظ ابن حجر التلخیص الجبیر کتاب العقیقہ رقم (1985) 4/367 ط جدید میں رقمطراز ہیں :

"ومدارہ علی عاصم بن عبیداللہ وہو ضعیف"

اس روایت کا دارومدار عاصم بن عبیداللہ پر ہے اور وہ ضعیف راوی ہے عاصم پر کلام کے لیے دیکھیں : (تہذیب التہذیب 3/35،36)

بعض اہل علم نے اس روایت کی تقویت کے لیے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت پیش کی ہے کہ :

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أذن فی اذن الحسن بن علی یوم ولد واقام فی اذنہ الیسری"

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں ان کی ولادت کے دن اذان کہی اور بائیں کان میں اقامت کہی ۔ "

(سلسلۃ ضعیفہ 1/331 ارواء الغلیل 4/401)

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت کا شاھد ہونے کی امید ظاہر کی ہے ۔

نوٹ : سلسلہ ضعیفہ میں اس روایت کے یہ الفاظ طبع ہونے سے رہ گئے ہیں :

" فأذن في أذنه اليمنى"

"آپ نے حسن رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان کہی ۔ "

امام بیہقی نے اگرچہ اسے ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ ضعیف کی بجائے موضوع ہے کیونکہ اس میں محمد بن یونس الکدیمی ہے جس کے بارے امام ابن عدی فرماتے ہیں :

" قد اتهم الكديمي بالوضع"

یہ روایات گھڑنے کے ساتھ متہم ہے امام ابن حبان فرماتے ہیں اس نے ہزار سے زائد روایات گھڑی ہیں اسی طرح موسیٰ بن ھارون اور قاسم المطرز نے بھی اس کی تکذیب کی ہے ۔ (میزان 4/74)

امام دار قطنی نے بھی اسے روایت گھڑنے کی تہمت دی ہے لہذا یہ روایت موجوع ہونے کی وجہ سے شاھد بننے کے قابل نہیں اسی طرح اس میں کدیمی کا استاذ اور استاذ الاستاذ بھی ضعیف ہے ۔

اسی طرح حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کہ :

"من ولد له مولود، فأذن في أذنه اليمنى، وأقام في أذنه اليسرى، لم تضره أم الصبيان"

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو اسے ام الصبیان (بیماری ہے) تکلیف نہیں دے گی ۔ "(شعب الایمان 8619)

اس کی سند میں یحییٰ بن العلاء الرازی کذاب راوی ہے لہذا بچے کے کان میں اذان اور اقامت والی روایات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں ۔ واللہ اعلم

(2) نومولود کے کان میں اذان اور اقامت

جواب : نومولود کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے بارے میں راقم الحروف نے مجلہ الدعوہ ربیع الثانی 1423ھ بمطابق جون 2002ء ص 58 میں لکھا تھا کہ "راقم الحروف کے علم کی حد تک اس کے بارے کوئی صحیح مرفوع حدیث موجود نہیں اس سلسلہ میں جو تین روایات پیش کی جاتی ہیں وہ قابل استناد نہیں" پھر اس کے بعد ان روایات ثلاثہ کا مختصر سا تجزیہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا تھا ۔ اس کے متعلق ہمارے واجب الاحترام محقق العصر فضیلۃ الشیخ حافظ محمد ایوب صابر حفظہ اللہ نے ماہنامہ "دعوت اہل حدیث" جمادی الاولیٰ 1423ھ میں لکھا کہ "نومولود کے کان میں اذان کہنا مسنون اور معمول بہا ہے اور روایۃ ودرایۃ، نقلا وعقلا کوئی دلیل اور وجہ ایسی نہیں جس کے باعث اسے امر منکر تصور کیا جائے ۔ "

محترم حافظ صاحب کا اسے مسنون قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ اس عمل کی مسنونیت پر کوئی پختہ اور قابل استناد روایت موجود نہیں نہ ہی روایۃ، اور نقلا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے اور درایۃ وعقلا اس میں کوئی وزن نہیں۔ ہم ان روایات پر تبصرہ کرتے ہیں اور انہیں حسن بنانے کے لیے جو دلائل "دعوت اہل حدیث" میں طبع ہوئے ہیں ان کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

پہلی مرفوع روایت

ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

(رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمۃ بالصلاۃ)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جنم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں نماز والی اذان کہی۔

(ترمذی (1514) ابوداؤد (5105) مسند احمد 392، 391، 6/9 شعب الایمان بیہقی (8617) المستدرک للحاکم 3/179 بیہقی 9/305 عبد الرزاق (8016) 4/259 ط جدید) شرح السنۃ 11/373 (2822) المعجم الکبیر للطبرانی 315/1-18/3-19)

اس روایت کا دارومدار عاصم بن عبید اللہ پر ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

"ومدارہ علی عاصم بن عبید اللہ وہو ضعیف"

(التلخیص الجبیر 4/367(1985)

اس روایت کا دارومدار عاصم بن عبید اللہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے۔

اسی طرح علامہ ابن ترکمانی نے بھی "الجوھر النقی" 9/305 میں رقم کیا ہے کہ :

"فی سندہ عاصم بن عبید اللہ سکت عنہ البیھقی ہنا وہو ضعیف عندہم وقد ضعفہ البیھقی ایضا فی باب استبانۃ الخطاء"

اس کی سند میں عاصم بن عبید اللہ ہے جس کے متعلق یہاں بیہقی نے سکوت اختیار کیا ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے اور بیہقی نے خود بھی اسے "باب استبانۃ الخطاء" میں ضعیف قرار دیا ہے۔

اس راوی کے متعلق :

امام عبد الرحمٰن بن مہدی اس کی روایت کا بڑی شدت کے ساتھ انکار کرتے تھے امام احمد بن حنبل اس کی اور ابن عقیل کی روایت کو ضعیف گردانتے تھے اور کبھی کہتے تھے کہ عاصم پختہ راوی نہیں ہے امام یحییٰ بن معین نے کہا ضعیف ہے ابن سعد نے کہا کثیر الروایۃ ہے اور قابل حجت نہیں امام ابن عیینہ نے اس کے حفظ میں طعن کیا ہے امام یعقوب بن شیبہ نے کہا لوگوں نے اس سے روایت لی ہے اور اس کی روایات میں ضعف ہے اور اس کی روایات منکر ہیں ابن نمیر کہتے ہیں عاصم اصل میں منکر الحدیث اور مضطرب الحدیث قرار

دیا ہے اور یہ بھی کہا اس کی کوئی روایت قابل اعتماد نہیں۔ امام بخاری نے بھی اسے منکر الحدیث کہا ہے ابن خراش اور بہت سے ائمہ نے اسے ضعیف کہا ہے امام ابن خزیمہ نے کہا میں اس کے سوء حفظ کی وجہ سے اس سے حجت نہیں پکڑتا امام دار قطنی نے اسے متروک قرار دیا ہے امام بزار نے کہا : اس کی روایت میں کمزوری ہے امام ابوداوٴد نے اس کی روایت کو قابل حجت قرار نہیں دیا بلکہ یہ بھی کہا "لایکتب حدیثہ" اس کی روایت کو لکھا نہیں جاتا امام ابن حبان نے کہا یہ سوء الحفظ، کثیر الوھم اور فاحش الخطاء ہے اس کو کثرت خطاء کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے ساجی نے اسے مضطرب الحدیث قرار دیا ہے حافظ ابن القطان الفاسی نے اسے منکر الحدیث اور مضطرب الحدیث بتایا ہے علامہ ھیثمی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(تھذیب التھذیب (3453) تاریخ کبیر للبخاری (9159) الضعفاء الصغیر للبخاری (281) الجرح والتعدیل (1917) الکاشف (2506) میزان الاعتدال (4056) تاریخ یحییٰ بن معین بروایۃ الدوری (822) الضعفاء الکبیر للعقیلی (1355) موسوعۃ اقوال الامام احمد (1263) الکامل لابن عدی 1867، 9/1866 الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2/70 قبول الاخبار و معرفۃ الرجال لابی القاسم الکعبی 2/261 کتاب المجروحین لابن حبان 2/127 بیان الوھم والایھام لابن القطان 3/358 مجمع الزوائد 3/244 علامہ ذھبی نے یہ روایت میزان میں اور ابن حبان نے المجروحین میں ذکر کی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عاصم بن عبیداللہ انتہائی ضعیف راوی ہے جسے متروک، منکر الحدیث، مضطرب الحدیث، سئی الحفظ، کثیر الوہم، فاحش الخطاء اور ناقابل حجر قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاری جسے منکر الحدیث قرار دیں وہ انتہائی گرا ہوا راوی ہوتا ہے اس سے روایت لینا بخاری کے نزدیک حلال نہیں ہوتا امام بخاری فرماتے ہیں :

" کل من قلت فیہ منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ"

"ہر وہ آدمی جس کے متعلق میں "منکر الحدیث" کہوں اس سے روایت لینا حلال نہیں۔"

(ملاحظہ ہو میزان الاعتدال 1/6، 2/202 طبقات الشافعیہ للسبکی 2/9 فتح المغیث للسخاوی 1/400 تدریب الراوی 1/296 ظفر الامانی ص 82)

بلکہ شیخ احمد شاکر نے الباعث الحثیث 1/320 میں لکھا ہے :

" منکر الحدیث فانہ یرید بہ الکذابین"

امام بخاری منکر الحدیث سے مراد کذاب راوی لیتے ہیں لہذا جس راوی سے روایت لینا حلال نہ ہو اور تقریبا تمام جلیل القدر محدثین کے ہاں مجروح قرار پا چکا ہو اس کی روایت کس طرح صحیح یا حسن اور قابل حجت ہو سکتی ہے جب کہ اس کا کوئی متابع اور قوی شاھد بھی موجود نہیں۔

امام عجلی کی توثیق

محترم ایوب صاحب نے عاصم کی روایت کو حسن قرار دینے کے لیے امام عجلی کی جو توثیق پش کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں، اولا : جمہور ائمہ محدثین نے اس پر جرح مفسر کر دی ہے ان کے مقابلہ میں اکیلے عجلی کی توثیق قابل حجت نہیں، ثانیا : علامہ البانی کے ہاں عجلی متساھل ہیں فرماتے ہیں :

وعاصم بن عبید اللہ اتفقوا علی تضعیفہ, وأحسن ما قیل فیہ "لا بأس بہ". قالہ العجلی, وھو من المتساھلین, ولذلک جزم الحافظ فی" التقریب" بضعف عاصم ہذا واوردہ الذہبی فی" الضعفاء" وقال :" ضعفہ مالک وغیرہ". وتعقب قول الحاکم" صحیح الاسناد" بقولہ :" قلت : عاصم ضعیف". (ارواء الغلیل 4/401)

عاصم بن عبید اللہ کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے اور سب سے بہتر جو قول اس کے بارے کہا گیا وہ "لا بأس بہ" ہے یہ بات عجلی نے کہی ہے اور وہ متساھلین میں سے ہے اسی لیے حافظ ابن حجر نے تقریب میں عاصم کے ضعف پر جزم کیا ہے اور امام ذھبی نے اسے ضعفاء میں لا کر کہا ہے امام مالک وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے اور حاکم نے جو اس کی حدیث

کو صحیح الاسناد کہا ہے اس کا تعاقب امام ذہبی نے یہ کہہ کر کیا ہے "میں کہتا ہوں عاصم ضعیف ہے۔"

شیخ البانی کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ امام عجلی شیخ کے نزدیک متساھل ہیں اور عاصم کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہے اسی لیے حافظ ابن حجر عسقلانی نے (تقریب مع تحریر 1/167) میں اور امام ذہبی نے (دیوان الضعفاء 2034) المغنی فی الضعفاء 1/507) میں اسے قطعی طور پر ضعیف قرار دیا ہے امام عجلی کو متساھل قرار دینے میں علامہ البانی نے شاید علامہ عبدالرحمن یمانی کی پیروی کی ہے۔ واللہ اعلم

امام ابن عدی کا قول

رہا امام ابن عدی کا قول :

"وھو مع ضعفہ یکتب حدیثہ"

"ضعف کے باوجود اس کی روایت لکھی جاتی ہے۔"

اولا : اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاصم ابن عدی کے ہاں بھی ضعیف ہے۔

ثانیا : ابن عدی کا قول "یکتب حدیثہ "امام ابوداؤد کے قول "لایکتب حدیث" کے معارض ہے

ثالثا : اس کی روایت لکھی جانے کا مفہوم یہ ہے کہ معرفت اور پہچان کے لیے اسے لکھ لیا جاتا ہے جس طرح امام بغوی نے مروان بن سالم کے بارے کہا ہے :

"منکر الحدیث لا یحتج بروایۃ ولا یکتب اھل العلم حدیثہ الا للمعرفۃ" (تھذیب)

مروان منکر الحدیث ہے اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور اہل علم اس کی حدیث صرف معرفت و پہچان کے لیے لکھتے ہیں لہذا عاصم جب منکر الحدیث اور ناقابل حجت ہے تو اس کی روایت متابعات و شواھد کی بجائے صرف پہچان کے لیے لکھ لی جاتی ہے۔

رابعا : اگر متابعات و شواھد میں اس کی روایت کو لکھا جاتا ہو تو نومولود کے کان میں اذان کہنے کے متعلق تو کوئی اصل روایت ہے ہی نہیں جس کے لیے اس کی روایت کو شاہد بنایا جائے یا اس کو کسی کا متابع قرار دیا جائے جو شواھد اس کے لیے پیش کیے جاتے ہیں وہ موضوع ہیں جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

خامسا : امام بخاری کے نزدیک اس سے روایت لینا حلال نہیں اور امام دارقطنی نے اسے متروک قرار دیا ہے اور متروک راوی کے متعلق قاعدہ یہ ہے

"واذا قالوا : متروک الحدیث أو واھیہ او کذاب فھو ساقط لا یکتب حدیثہ"

(تقریب النواوی مع تدریب 1/295)

جب محدثین کسی راوی کو متروک الحدیث یا واھی یا کذاب قرار دیں تو وہ ساقط ہو جاتا ہے اس کی روایت لکھی نہیں جاتی اور علامہ سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

"ولا یعتبر بہ ولا یستشھد"

نہ اس کا اعتبار کیا جاتا ہے اور نہ بطور استشھاد اسے پیش کیا جا سکتا ہے۔

(تدریب الراوی 1/295 نیز ملاحظہ ہو مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح ص 135 الشذا الفیاح ص 177 وغیرہما) لہذا عاصم کی روایت کو بطور شاھد بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔

امام حاکم اور امام ترمذی کی تصحیح

یہ بات کسی بھی اہل علم اور ذی شعور پر مخفی نہیں کہ امام حاکم اور امام ترمذی دونوں کسی روایت پر تصحیح یا تحسین کا حکم لگانے میں متساھل ہیں جس پر کئی ایک کبار اہل حدیث علماء بارہا دفعہ تنبیہ کر چکے ہیں اور حنفی علماء نے بھی یہ بات تسلیم کی ہوئی ہے جیسا کہ احسن الکلام اور احکام شریعت از احمد رضا میں موجود ہے میں اس مقام پر صرف امام ذھبی کے اقوال پر اکتفاء کرتا ہوں۔

امام حاکم نے المستدرک میں نومولود کے کان میں اذان والی عاصم کی روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا تو امام ذھبی نے کہا : "عاصم ضعیف" میں کہتا ہوں عاصم ضعیف ہے اسی طرح تذکرۃ الحفاظ 3/164 میں رقمطراز ہیں :

"ولاریب ان فی المستدرک احادیث کثیرۃ لیست علی شرط الصحۃ بل فیہ احادیث موضوعۃ"

بلاشبک وشبہ مستدرک حاکم میں بہت ساری روایات صحت کی شرط پر پوری نہیں اترتیں بلکہ اس میں موضوع روایات بھی موجود ہیں میزان الاعتدال 3/407 میں کثیر بن عبداللہ المزنی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

"لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی"

علماء امام ترمذی کی تصحیح پر اعتماد نہیں کرتے محمد بن الحسن الھمدانی الکوفی کے حالات میں لکھتے ہیں :

"حسنہ الترمذی فلم یحسن" (میزان الاعتدال 3/515)

اسے ترمذی نے حسن قرار دیا ہے اور اچھا نہیں کیا۔

اور یحیٰی بن یمان العجلی الکوفی کے حالات میں لکھتے ہیں :

"حسنہ الترمذی مع ضعف ثلاثۃ فیہ فلا یغتر بتحسین الترمذی"

اس کی روایت کو ترمذی نے حسن کہا باوجود اس کے اس میں تین ضعیف راوی ہیں پس ترمذی کی تحسین سے دھوکا نہ کھایا جائے۔

سکوت ابی داوٗد

محترم ایوب صاحب نے ابو رافع سے مروی روایت کو حسن بنانے کے لیے سکوت ابی داوٗد کو بھی بطور دلیل ذکر کیا ہے حالانکہ حدیث کے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ کسی روایت پر ابوداوٗد کا سکوت اس کے حجت ہونے کی دلیل نہیں جب تک ابوداوٗد کی روایت کو چھان بین کر کے دیکھا نہ جائے اتنی دیر تک تصحیح و تحسین اور تضعیف کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ مجرد سکوت ابی داوٗد حجت نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

"فالصواب عدم الاعتماد على مجرد سکوتہ لما وصفنا انہ یحتج بالأحادیث الضعیفة"

درست بات یہ ہے کہ ابوداوٗد کے مجرد سکوت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ ہم نے بیان کر دیا ہے کہ ابوداوٗد روایات ضعیفہ سے بھی حجت پکڑتے ہیں۔ (النکت علی ابن الصلاح 1/443)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے النکت میں کئی ایک مثالیں ذکر کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ امام ابوداوٗد ضعیف اور متروک راویوں کی روایات پر بھی بسا اوقات سکوت کر جاتے ہیں بلکہ کئی ایسے راوی بھی ہیں جنہیں خود ابوداوٗد نے بھی ضعیف قرار دیا ہوتا ہے۔

لہذا عاصم بن عبیداللہ کی یہ روایت انتہائی ضعیف ہے کسی طرح بھی قابل حجت نہیں امام ابن القطان الفاسی نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے فرماتے ہیں :

"وذکر من طریق ابی داوٗد عن ابی رافع قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسکت عنہ وانما یرویہ عندہ عاصم بن عبیداللہ عن عبیداللہ بن ابی رافع عن ابی رافع وعاصم ہو العمری ضعیف الحدیث منکرہ، مضطر بہ"

(بیان الوھم والایھام 4/594)

دوسری روایت

عاصم بن عبیداللہ کی روایت کو حسن بنانے کے لیے بطور شاہد حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو بھی پیش کیا جاتا ہے کہ :

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "من ولد لہ مولود فاذن فی أذنہ الیمنی واقام فی اذنہ الیسری" الحدیث" الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تو اسے ام الصبیان (بیماری) تکلیف نہیں دے گی۔

(شعب الایمان للبیہقی 6/390(8619) عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی (624) مسند ابی یعلی 12/150(6780) میزان الاعتدال 4/397 الکامل لابن عدی 7/2656 تاریخ دمشق 57/281 مجمع الزوائد (6206) اتحاف الخیرۃ المھرۃ (6543) الامالی لابن بشران 211/490 بحوالہ عجالۃ الراغب المتمنی از سلیم ہلالی حفظہ اللہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ (321)

یہ روایت موضوع ہے اس کی سند میں تین خرابیاں ہیں :

1۔ یحییٰ بن العلاء البجلی الرازی :

امام ابو حاتم اس کے متعلق فرماتے ہیں "لیس قوی" امام دارقطنی نے کہا "متروک" امام احمد بن حنبل نے کہا : "کذاب یضع الحدیث" کذاب ہے حدیث وضع کرتا ہے امام یحییٰ بن معین نے کہا "لیس بثقہ" ثقہ نہیں ہے عمرو بن علی اور نسائی نے متروک الحدیث کہا۔ امام جوزجانی نے کہا : "غیر منقنع، شیخ واہی"۔ امام ابوزرعہ، امام ابوداوٗد اور امام وکیع نے کہا "کان یکذب" جھوٹ بولتا ہے امام ابن حبان نے کہا :

"یتفرد عن الثقات بالمقلوبات لا یجوز الاحتجاج بہ"

"ثقہ راویوں سے مقلوب روایات بیان کرنے میں منفرد ہے اس سے احتجاج کرنا جائز نہیں۔"

امام ابن عدی فرماتے ہیں:

"الضعف علی روایاتہ وحدیثہ بین، واٗحادیثہ موضوعات"

اس کی روایات اور حدیث میں ضعف واضح ہے اور اس کی روایات موضوع ہیں ساجی نے اسے "منکر الحدیث" اور دولابی نے "متروک فی الحدیث" کہا ہے۔

(تہذیب التھذٰب 6/166'167 میزان الاعتدال 4/297 المغنی فی الضعفاء 2/525 کتاب المعرفۃ والتاریخ 3/141 احوال الرجال (371)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "رمی بالوضع "تقریب مع تحریر 4/97)

لہذا یہ راوی متروک، کذاب اور وضاع ہے اور اس کی وجہ سے یہ روایت موضوع ہے۔

2۔ مروان بن سالم:

یحییٰ بن العلاء کا استاذ مروان بن سالم بھی اسی طرح کذاب وضاع ہے امام احمد نے کہا: "لیس بثقہ" یہ ثقہ نہیں امام عقیلی اور امام نسائی نے بھی اسے غیر ثقہ قرار دیا ہے بلکہ نسائی نے اسے متروک الحدیث بھی قرار دیا ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اسے منکر الحدیث کہا ہے امام ابو حاتم نے کہا:

"منکر الحدیث جدا ضعیف الحدیث لیس لہ حدیث قائم"

ابو عروبہ الحرانی نے کہا:

"کان یضع الحدیث"

امام ابو احمد الحاکم نے کہا:

"حدیثہ لیس بالقائم"

ابن عدی نے کہا:

"عامۃ حدیثہ لا یتابعہ علیہ الثقات"

امام دار قطنی نے کہا:

"متروک الحدیث"

ابن حبان نے کہا:

"یروي المناکیر عن المشاھیر، ویاٗتی عن الثقات مالیس من حدیث الاٗثبات فلما کثر ذلک فی روایتہ بطل الاحتجاج باٗخبارہ"

ساجی نے کہا :

"کذاب یضع الحدیث"

امام بغوی نے کہا :

" منکرالحدیث لایحتج بروایتہ ولایکتب اہل العلم حدیثہ الا للمعرفۃ"

امام ابو نعیم نے کہا :

" منکرالحدیث"

(تھذیب 5/406 میزان الاعتدال 4/90 المغنی فی الضعفاء 2/397 کتاب المجروحین لابن حبان 3/13)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

" متروک ورماہ الساجی وغیرہ بالوضع" (تقریب مع تحریر 3/363)

لہذا مروان بن سالم متروک وضاع اور کذاب راوی ہے۔

3۔ طلحہ بن عبیداللہ العقیلی :

مروان کا استاذ طلحہ العقیلی مجہول ہے۔ (تقریب مع تحریر : 2/160)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس روایت میں دو راوی کذاب وضاع اور ایک مجہول ہے لہذا یہ روایت شاہد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

اشکال :

محترم ایوب صاحب لکھتے ہیں : دوسری حدیث سنداً سخت ضعیف ہے البتہ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے باعث ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قوی قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو : تحفۃ الاحوذی 5/107)

ازالہ :

محترم ایوب صاحب کے ہاں جب یہ روایت سنداً سخت ضعیف ہے تو مولانا مبارکپوری کا حوالہ انہیں مفید نہیں کیونکہ ضعف شدید والی روایت شاہد بننے کے لائق نہیں ہوتی علامہ البانی صاحب تحفۃ الاحوذی کے بارے میں رقمطراز ہیں :

" فتأمل کیف قوی الضعیف بالموضوع، وما ذلک الا لعدم علمہ بوضعہ، واغترارہ بایرادہ من ذکرنا من العلماء"

(سلسلہ ضعیفہ 1/331)

غور کیجئے کہ علامہ مبارکپوری نے موضوع روایت کے ذریعے ضعیف کو کیسے قوی قرار دے دیا اور یہ صرف اس وجہ سے ہوا کہ انہیں اس کے موضوع ہونے کا علم نہیں ہوسکا اور جن علماء کا ہم نے ذکر کیا ہے انہوں نے اسے اور دواذکار کی کتب میں ذکر کیا جس سے علامہ مبارکپوری دھوکا کھاگئے۔

علامہ البانی نے اس سے قبل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، ابن علان رحمۃ اللہ علیہ، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ پر اس روایت کے وضع کا مخفی ہونا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ جس روایت میں ضعف شدید ہو وہ شاھد بننے کے قابل نہیں ہوتی لہذا جب یہ روایت موضوع ہے تو اس کے ذریعے ضعیف کیسے قوی ہو جاتی ہے۔

تیسری روایت :

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أذن فی اذن الحسن بن علی یوم ولد فی أذنہ الیمنی وأقام فی أذنہ الیسری"

(شعب الایمان للبیہقی 6/390(8620)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ولادت والے دن ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔

یہ روایت بھی موضوع ہے اس میں تین خرابیاں ہیں۔

1۔ محمد بن یونس الکدیمی :

امام ابوداؤد نے اس کے کذب کا اظہار کیا ہے اور موسیٰ بن ھارون لوگوں کو کدیمی سے سماع کرنے سے روکتے تھے اور کہتے تھے :

" تقرب الی بالکذب"

"یہ میرے نزدیک جھوٹ کے قریب پہنچ چکا ہے۔"

امام دارقطنی کہتے ہیں :

"کان الکدیمی یتھم بوضع الحدیث"

"کدیمی روایت گھڑنے کے ساتھ متہم ہے۔" مزید کہتے ہیں : "ما احسن القول فیہ الامن لم یخبر لہ" اس کے متعلق اچھا قول اسی نے کہا ہے جو اس کے حالات سے باخبر نہیں۔"

امام ابن حبان نے فرمایا :

"کان یضع الحدیث لعلہ قدوضع الی الثقات اکثر من الف حدیث"

"یہ روایت گھڑتا تھا اس نے ثقہ راویوں پر ہزار سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں۔"

امام ابن عدی نے کہا:

"قد اتهم بالوضع وادعى الرواية عمن لم يرهم ترك عامة مشائخنا الرواية عنه"

"یہ وضع روایات کے ساتھ متہم ہے اور ایسے لوگوں سے روایت کرنے کا دعویٰ کرتا ہے جنہیں اس نے دیکھا تک نہیں۔"

ہمارے عام مشائخ نے اس سے روایت کرنا ترک کر دیا ہے۔

امام ابو احمد الحاکم نے کہا:

"ذاهب الحديث"

علامہ ناصر الدین نے کہا:

"انه احد المتروكين"

اور قاسم بن زکریا نے اس کی تکذیب کی ہے۔

(تهذيب 5/346-347 الكامل لابن عدى 6/2294 سؤالات حمزه السهمى للدارقطنى 112-2770 الضعفاء والمتروكين للدارقطنى (487) كتاب المجروحين لابن حبان 2/312 تذكرة الحفاظ 2/144-145 سير اعلام النبلاء 13/304 الجرح والتعديل 8/122 تاريخ بغداد 3/435-445 شذرات الذهب 2/194)

امام ذہبی فرماتے ہیں:

"هالك قال ابن حبان وغيره كان يضع الحديث على الثقات"

(المغنى فى الضعفاء 2/390)

"ھالک ہے ابن حبان وغیرہ نے کہا ہے یہ ثقہ راویوں پر روایات گھڑتا تھا۔"

محدثین رحمھم اللہ اجمعین کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ محمد بن یونس الکدیمی متروک و وضاع ہے لہذا اس کی روایت شاھد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

2۔ الحسن بن عمرو بن سیف العبدی:

اسے امام علی بن المدینی اور امام بخاری نے کذاب اور امام ابو حاتم رازی، امام ابو احمد الحاکم اور امام مسلم نے متروک قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال 1/516 تاريخ كبير للبخارى (2536) تهذيب 1/508 كتاب الكنى والاسماء لمسلم ص 74 الجرح والتعديل 3/26 المغنى فى الضعفاء 1/254 ديوان الضعفاء (934) الضعفاء الكبير للعقيلى 1/236 الضعفاء والمتروكين لابن الجوزى 1/208)

3۔ القاسم بن مطیب :

امام ابن حبان فرماتے ہیں :

"یخطئ عمن یروی علی قلۃ روایۃ فاستحق الترک کما کثر ذلک منہ"

"یہ قلت روایت کے باوجود مروی عنہ سے خطا کر جاتا ہے یہ متروک ہونے کا حقدار جیسا کہ اس سے خطاء کثرت سے سرزد ہوتی ہے۔"

(کتاب المجروحین 2/213 الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 2/16 میزان الاعتدال 3/38 دیوان الضعفاء (3428) المغنی فی الضعفاء 2/212)

لہذا جو راوی قلیل الروایہ ہو اور زیادہ غلطیاں کرتا ہو تو وہ چھوڑ دینے کے لائق ہوتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ یہ روایت بھی مذکورہ تین علل کی بنا پر شاھد بننے کے قابل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ شعیب ارناؤط اور شیخ عادل مرشد کی تحقیق و تخریج سے جو مسند احمد کی جلد نمبر 39 طبع ہوئی ہے اس کے ص 297 پر لکھا ہے :

"ولہ شاہد لایفرح بہ عند البیھقی (8620) من حدیث ابن عباس وفی اسنادہ الحسن بن عمرو بن سیف السدوسی وھو متروک واتھمہ علی بن المدینی والبخاری بالکذب"

بیہقی کے ہاں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث شاھد ہے جس کے ساتھ خوش نہیں ہونا چاہیے اس کی سند میں الحسن بن عمرو بن سیف السدوسی متروک ہے اسے امام علی بن المدینی اور امام بخاری نے جھوٹ کی تہمت دی ہے۔ اسی طرح دکتور الحسین آیت سعید نے "بیان الوہم والأیہام" کی تحقیق 4/593 میں اس روایت کو منکر قرار دے کر لکھا ہے کہ :

"وقد حسن الشیخ ناصر حدیث ابی رافع فی الارواء (4/401) بشاہد ابن عباس ولا یظہر لی تحسینہ بہ فلینظر لم حسنہ؟ وھو اضعف منہ لا یصلح لجبرہ ولا للاعتبار بہ"

"شیخ ناصر الدین البانی نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ارواء الغلیل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو شاھد بنا کر حسن قرار دیا ہے میرے لیے اس روایت کی تحسین ظاہر نہیں ہوئی دیکھا جائے کہ شیخ نے اس کو حسن کیوں قرار دیا ہے؟ یہ اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے نہ اس کا نقصان پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور نہ بطور اعتبار اسے پیش کیا جا سکتا ہے۔"

اسی طرح مشہور سلفی محقق شیخ ابو اسحاق الحوینی الاثری حفظہ اللہ بعض علماء سے بچے کے کان میں اذان دینے کا استحباب نقل کر کے لکھتے ہیں :

"ولکنہ حدیث ضعیف والاستحباب لا یثبت بالحدیث الضعیف اتفاقا ومع بحثی ووکدی لم اجد لہ ما یقویہ"

(الانشراح فی آداب النکاح ص 96)

"لیکن ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ضعیف ہے اور استحباب بالاتفاق ضعیف حدیث سے ثابت نہیں ہوتا میں نے اپنی بحث و تمحیص میں ایسی کوئی روایت نہیں پائی جو اسے تقویت دیتی ہو۔"

شیخ ابو اسحاق الحوینی نے ابن المغازلی کی "مناقب علی" (113) سے بطریق عبداللہ بن عمر عن القاسم ابن حفص العمری قال حدثنا عبداللہ بن دینار عن ابن عمر مرفوعا ایک شاھد ذکر کر کے لکھا ہے :

"وسندہ واہ وبالجملہ : فلیس للحدیث شاہد یقویہ فیما أعلم"

"اس کی سند انتہائی کمزور ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے علم کے مطابق اس روایت کا کوئی ایسا شاھد نہیں جو اسے تقویت دے۔"

اشکال :

لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کے بارے محترم ایوب صاحب لکھتے ہیں :

تیسری حدیث بھی سنداً ضعیف ہے لیکن علامہ البانی فرماتے ہیں :

" یمکن تقویۃ حدیث ابی رافع بحدیث ابن عباس .... الی ان قال فلعل ہذا خیر من اسناد حدیث الحسن بحیث أنہ یصلح شاہدا لحدیث ابی رافع"

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ 1/331 رقم الحدیث 321)

"یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تقویت ممکن ہے یہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی) سند حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند سے شاید بہتر ہے اور ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لئے شاھد کی صلاحیت رکھتی ہے۔"

ازالہ :

اولا : محترم ایوب صاحب کے لئے شیخ البانی کا یہ قول چنداں مفید نہیں کیونکہ شیخ البانی نے ابو رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بطور شاھد پیش کرنے پر علامہ مبارکپوری پر جو تعاقب کیا ہے وہ خود شیخ پر وارد ہوتا ہے کیونکہ شیخ کے نزدیک بھی جو روایت انتہائی ضعیف ہو یا موضوع ہو اس سے ضعیف روایت کو تقویت نہیں ملتی اور نہ ہی وہ شاھد بننے کے قابل ہوتی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کا حال آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اس میں دو راوی وضاع اور ایک ضعیف ہے۔

ثانیا : شیخ البانی کو اس روایت پر تحسین کا حکم لگانے میں تیقن وتثبت نہیں ہے اس لیے انہوں نے ارواء الغلیل میں "حسن ان شاء اللہ" اور آخر میں "رجوت ہناک ان یصلح شاہدا لہذا واللہ اعلم" اور "لایمکن" "فلعل" جیسے الفاظ استعمال کیے ہیں وگرنہ وہ کھل کر اس کی تحسین کرتے۔

ثالثا : شیخ البانی نے اپنے اس موقف سے رجوع کر لیا ہوا ہے فللہ الحمد۔ اس بحث و تمحیص کے دوران راقم نے جب شیخ البانی کی تحقیق شدہ کتاب کو دیکھا تو مشکوۃ المصابیح کی تحقیق ثانی میں شیخ نے اس حدیث پر امام ترمذی کی تصحیح کے ضمن میں لکھا :

" وفیہ نظر بینتہ فی "الضعیفۃ" (321) و "الارواء" (1173) وملت فیہ الی تحسینہ واللہ اعلم ثم ترجح لی بعد تضعیفہ فانظر "الضعیفۃ" (6121) (تعلیق ہدایۃ الرواۃ 4/138)"

ترمذی کی تصحیح میں نظر ہے میں نے اس کو "سلسلہ الاحادیث الضعیفہ رقم (321) اور ارواء الغلیل رقم (1173) میں بیان کیا ہے اور میں اس کی تحسین کی طرف مائل ہو۔ واللہ اعلم

پھر اس کے بعد میرے لیے اس روایت کی تضعیف راجح ہو گئی دیکھیں سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ رقم (6121)

لہذا شیخ کے اس کلام کے بعد کسی کو ان کی سابقہ کتب کا حوالہ دینا درست نہیں ہے انہوں نے اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر لیا ہے پس شیخ البانی رحمہ اللہ الف الف مرۃ بعد وکل ذرۃ

الی یوم فرۃ ہمارے ساتھ اس موقف پر متفق ہیں۔ فللہ الحمد

رہا اس کے بعد شیخ سعد بن عبداللہ بن عبدالعزیز آل حمید کا یہ قول:

"فان کان ضعفہ یسیرا فیکون الحدیث حسنا لغیرہ والا فیبقی علی ضعفہ"

(تحقیق علی مختصر المستدرک علی مستدرک ابی عبداللہ الحاکم لابن الملقن 4/1699)

تو اوپر ذکر کردہ بحث سے واضح ہو چکا ہے کہ اس روایت میں ضعیف یسیر نہیں بلکہ ضعف شدید ہے لہذا یہ اپنے ضعف پر باقی ہے اور شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ اس روایت کو حسن قرار دینے میں شیخ البانی کے پیرو ہیں جب شیخ البانی نے رجوع کر لیا ہے تو ان کے قول کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی بالخصوص جب کبار محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔

کسی ضعیف روایت کو علماء کے عمل سے حسن یا صحیح نہیں قرار دیا جا سکتا اگر یہ ضابطہ درست مان لیا جائے تو اہل بدعت اور گمراہ فرق کے لیے راہ ہموار ہو جاتی ہے وہ اپنی بدعات اور عقائد مخترعہ پر اکثر ضعیف اور موضوع قسم کی روایات بیان کرتے ہیں اور ان کی تقویت کے لیے علماء کے عمل کو پیش کر دیتے ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار خاں گجراتی نے "جاء الحق (المعروف جاء الباطل) حصہ دوم مقدمہ ص 5 میں قاعدہ نمبر 4 کے تحت لکھا ہے۔ تواتر عملی کے لیے خصوصا اھل سند سید بدیع الدین شاہ راشدی نور اللہ مرقدہ کی کتاب "حیلہ جدلی" کا مطالعہ فرمائیں۔

مذکورہ بحث سے ہمارا موقف روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ نومولود کے کان میں اذان کہنے کے بارے کوئی مرفوع صحیح حدیث موجود نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3۔ کتاب الاداب- صفحہ 494

محدث فتویٰ